تذکرۂ سائیں قاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد یعقوب خاصخیلی

مولانا عبدالغفور قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کو پورے پاکستان میں سائیں قاسمی کے نام سے پہچانا جاتا تھا۔ سائیں قاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ایسی دل نواز، حیات افروز اور ایسی باغ و بہار تھی کہ جس کی خصوصیات کو ایک مختصر تحریر میں سمانا مشکل ہے۔ ہر فن میں اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ایک خاص ملکہ عطا فرمایا تھا۔ علم حدیث آپؒ کا خاص موضوع تھا۔ اس فن میں پورے سندھ میں بے مثال تھے۔ ہر فن کی معلومات کا خزانہ تھے۔ سائیں وقت کے مناظر اسلام تھے۔

آپؒ خوبصورت، درمیانہ قد، سفید ریش بزرگ تھے۔ کوئی اگر آپؒ کو دیکھتا تو آنکھ ہٹانے کو اس کا دل نہ چاہتا۔ رنگ گورا سرخی مائل تھا، چہرے سے نورانیت ٹپکتی تھی، ڈاڑھی پوری سنت کے مطابق تھی، چہرہ بارعب تھا، غصے کے وقت ان کے چہرے پر جلال کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ بات کرتے تو ہر کوئی ان کی گفتگو سے ان کا گرویدہ ہو جاتا۔ صاف صاف الفاظ میں گفتگو فرماتے، جس سے کوئی بھی اُن کی بات سمجھے بغیر نہ رہتا۔ سائیں قاسمی صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے خطابت کا جو ملکہ عطا فرمایا تھا، وہ اہل عجم میں شاذ و نادر ہی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ خاص طور پر سائیں قاسمیؒ کی اردو اور سندھی تقریریں نہایت سلیس اور عام فہم ہوتی تھیں۔

سائیں قاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۴۲ء میں حضرت مولانا محمد قاسم میمن کے ہاں پیدا ہوئے۔ اسی وجہ سے آپؒ کا لقب قاسمی بن گیا۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں گجو میمن جو سجاول سے پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر جاتی روڈ پر واقع ہے، میں حاصل کی۔ اسکول اور مدرسہ میں ناظرہ اپنے گاؤں میں پڑھا۔ مولانا ابراہیم باب الاسلام ٹھٹھہ کے والد مولانا عبداللہ ۱۹۵۲ء میں ان کو ٹنڈ والہ یار کے ایک گاؤں ٹنڈو قیصر لے گئے، وہاں درسِ نظامی کی ابتدائی کتابیں ایک سال تک پڑھیں۔ اس کے بعد سجاول واپس آئے اور سندھ کے گمنام بزرگ عالم دین مولانا نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسے ''دارالفیوض الہاشمیہ'' میں بقیہ کتابیں پڑھیں۔ اس جامعہ کی بنیاد ۱۹۳۹ء میں حاجی عبدالرحیم شاہ صاحبؒ نے رکھی۔

قاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دورۂ حدیث کراچی کی معروف دینی درسگاہ ''جامعہ علوم اسلامیہ

علامہ بنوری ٹاؤن'' میں اپنے استاذ خاص اور مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے علمی جانشین محدث العصر حضرت علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ سے پڑھ کر۱۹۶۴ء میں سندفراغت حاصل کی۔آپؒ نے بخاری و ترمذی شریف علامہ بنوری رحمہ اللہ سے، ابو داؤد مولانا فضل محمد سواتی رحمہ اللہ سے، طحاوی شریف مولانا مصباح اللہ شاہ رحمہ اللہ سے پڑھی۔وہ اپنے اساتذہ کی نظر میں بھی انتہائی ذہین، فطین اور قابل طالب علموں میں شمار ہوتے تھے۔ہمارے اکابر میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کا جو غضب کا حافظہ مشہور ہے، سائیں اس کا نمونہ تھے۔آپؒ کی قابلیت کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ جیسے عظیم شیخ الحدیث نے آپ کو اپنی جامعہ میں تدریس کی پیشکش بھی کی تھی۔

سائیں قاسمی صاحب رحمہ اللہ ابتداءً ''دارالفیوض الہاشمیہ'' میں استاذ مقرر ہوئے۔آپؒ کے استاذ مولانا نور محمد رحمہ اللہ کو اپنے اس شاگرد پر خاص ناز تھا۔اپنے استاذ مولانا نور محمدؒ کے انتقال کے بعد ان کی مسند سنبھالی اور ۴۲ سال تک بخاری شریف جیسی عظیم کتاب پڑھاتے رہے۔ہزاروں علماء نے ان کے مدرسے سے فراغت حاصل کی اور اپنے اپنے مقام پر ان کے فیض کو پھیلا رہے ہیں۔

دارالفیوض الہاشمیہ کو مولانا قاسمیؒ نے نئی شان اور نئے نام سے آباد کیا۔ایک خوبصورت مسجد اور عظیم الشان تعلیمی بلاک تعمیر کروایا۔ادارے کا نام ''دارالفیوض الہاشمیہ'' سے تبدیل کر کے ''دارالفیوض القاسمیہ'' رکھا۔یہ بھی آپ کا عظیم صدقہ جاریہ ہے۔

سندھ میں حضرت مولانا نور محمد رحمہ اللہ نے ایک تنظیم ''اصلاح المدارس'' کے نام سے قائم کی، سندھ میں تنظیم گویا سندھ کے دینی مدارس کا تعلیمی بورڈ ہے۔اس وقت کئی مدارس اس تنظیم سے وابستہ ہیں۔مولانا نور محمدؒ کی وفات کے بعد آپؒ صدر بنے اور مولانا غلام محمد سومرو صاحب ناظم اعلیٰ بنے۔

سندھ کے کئی سو مدارس سائیں قاسمی صاحبؒ کی زیر سرپرستی رہے۔انہوں نے سجاول، ٹھٹھی، بدین، وغیرہ میں سینکڑوں مساجد و مدارس تعمیر کروائے۔ جمعیت علماء اسلام کے صوبائی ناظم اعلیٰ بھی رہے۔۲ مرتبہ قومی اسمبلی اور ایک مرتبہ صوبائی اسمبلی کی نشست پر انتخابات میں بھی حصہ لیا۔

مولانا عبدالغفور قاسمی رحمہ اللہ کے تلامذہ پورے پاکستان میں سورج کی کرنوں کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔ان شاگردوں میں معروف ومشہور جن کا شمار مایہ ناز علما میں ہوتا ہے، وہ یہ ہیں: مولانا محمد عمر مگسی، مولانا صالح الحداد سجاول، مولانا حسین شاہ سجاولی ایڈیٹر الفاروق رسالہ کراچی، مولانا محمد یعقوب سومرو جنان سومرو، مولانا محمد علی مگسی، مولانا محمد اسماعیل ماشکیل بلوچستان، مولانا مفتی صادق سومرو جنان سومرو، مولانا عیسیٰ سموں ٹنڈو باگو، مولانا مفتی عبدالقادر شاہ میرپور خاص، مولانا منظور احمد مینگل کراچی، مولانا عبدالغفار جمالی سکھر، مولانا محمد ابراہیم سومرو، مولانا محمد یعقوب قنبر عمر کوٹ، مولانا عبدالرؤف پنہور، امام الصرف والنحو مولانا عباس تھری رحمہ اللہ۔

سائیں قاسمی رحمہ اللہ طلبہ کے ساتھ انتہائی شفقت کا معاملہ فرماتے۔طلبہ بھی ان سے بے انتہا

محبت کرتے تھے۔ سائیں قاسمیؒ کے مزاج کے سبب طلبہ خوشی اور مسرت محسوس کرتے تھے۔ خوش مزاجی، سادگی، اور حلم گویا ان کی فطرت ثانیہ بن گئی تھی۔ قاسمی صاحبؒ سادہ اور خوش اخلاق تھے۔ کوئی بڑے سے بڑا سخت، سنجیدہ شخص بھی آپؒ کی مجلس میں مسکرائے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ ان کی گفتگو سامع کے لحاظ سے مختلف ہوتی تھی، سامع اگر عالم ہوتا تو گفتگو عالمانہ ہوتی تھی، سامع اگر عامی ہوتا تو ان کی گفتگو عامیانہ ہوتی تھی۔ ان کے بیان کا انداز پانی کے بہاؤ کی طرح رواں ہوتا تھا۔ سبق پڑھاتے وقت مشکل سے مشکل مسئلہ کو فصیح انداز میں چٹکیوں میں حل فرمالیا کرتے تھے۔ سائیں قاسمیؒ حق بات ڈنکے کی چوٹ پر بیان کرتے تھے، کسی سے نہیں ڈرتے تھے، جس کی وجہ سے ان کی جوانی میں ان کے بیان پر پابندی بھی لگی تھی۔ جب بیان کرتے تو گویا لوگوں پر سحر طاری ہو جاتا، ہمہ تن گوش ہو کر ان کا بیان سنتے تھے۔ دین کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ گزشتہ ایک دو برس پہلے کراچی میں ''اسلام زندہ باد کانفرس'' ہوئی، جس میں سائیں بھی شریک ہوئے۔ سائیں کے مرض کی کیفیت یہ تھی کہ شوگر کی وجہ سے ایک ٹانگ کٹی ہوئی تھی، لیکن پھر بھی شرکت فرمائی۔ اس کانفرس میں خطاب کرتے ہوئے سائیں قاسمیؒ نے کہا: میں صرف اس کانفرس میں علماء کی زیارت کرنے آیا ہوں اور کوئی مقصد نہیں، اگر قائد نے حکم دیا تو ہم جان دینے کے لیے بھی تیار ہو جائیں گے۔

مولانا عبد الغفور قاسمی رحمہ اللہ ختم نبوت کانفرسوں میں بھی کثرت سے شرکت فرمایا کرتے تھے۔ تحریک ختم نبوت تو سائیںؒ کی جان تھی۔ جہاں کہیں قادیانی اپنے باطل فرقے کی تبلیغ کرتا، آپؒ ان کا تعاقب کرتے ہوئے وہاں تک بھی پہنچ جاتے۔

مولانا مفتی محمد جمیل خان شہید رحمہ اللہ کی درخواست پر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کے ساتھ لندن ختم نبوت کانفرس میں شرکت کی۔ تو اس وقت سائیں قاسمیؒ نے ایک حدیث ''**أنا أولهم في الخلق وآخرهم في البعث**'' پر خطاب کیا، خطاب نہیں بلکہ علم کا سمندر موجزن ہو گیا تھا، مجمع پر کیفیت طاری اور پورا مجمع گوش برآواز تھا۔ تقریر کے ختم ہوتے ہی مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ نے آپؒ کا ماتھا چوما اور فرمایا: آپ کی خطابت کے پیچھے کسی بزرگ کی دعا ہے۔ سائیں قاسمیؒ نے جواب میں کہا: آپ نے صحیح فرمایا، مولانا نور محمد رحمہ اللہ کی دعائیں سمیٹنے کا مجھے اعزاز حاصل ہے۔

حضرت مولانا عبد الغفور قاسمی صاحب رحمہ اللہ سخاوت میں بے مثل تھے۔ انہوں نے سندھ کے کئی سو مساجد و مدارس تعمیر کروائے اور ان کا مالی تعاون بھی کرتے۔ اگر کوئی فقیر آپ کے پاس آتا تو عام لوگوں کی طرح پانچ کا سکہ نہیں، بلکہ پانچ سو یا ہزار کا نوٹ نکال کر دیتے۔ دیگر مختلف موقعوں پر بے دریغ خرچ کرتے تھے۔

سائیں قاسمی رحمہ اللہ کی علمی حیثیت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ صرف ونحو اور منطق کے امام تھے۔ ''دار الفیوض القاسمیہ'' کے شیخ الحدیث تھے، دوسرے لفظوں میں وہ جامع المعقول والمنقول

تھے۔ اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ وہ علوم عقلیہ اور علوم نقلیہ کے امام تھے، جن سے مقابلہ کرنا کسی کے بس کی بات نہ تھی۔ مولانا قاسمیؒ نے سجاول میں معقولات کی تعلیم مولانا سید فیض شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور مولانا عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ کبیر والا سے حاصل کی۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو مناظرانہ صلاحیت بھی عطا فرمائی تھی۔ ایک جملے میں مخالف کو شکست دے دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سندھ میں ایک مسجد پر جھگڑا ہوگیا، گاؤں کے وڈیرے نے کہا: دونوں فریق آپس میں مناظرہ کرو، جو جیت جائے، وہی مسجد پر قبضہ کرے گا۔ مولانا عبدالغفور قاسمی رحمۃ اللہ علیہ مناظرے کے لیے تشریف لائے اور مدمقابل سے صرف اتنا کہا کہ ''یہ کتاب جو آپ نے لکھی ہے، اس کے اندر فلاں حدیث پر اعراب لگاؤ، مناظرہ تم جیت گئے اور ہم ہار گئے''۔ وہ یہ بھی نہ کرسکا اور میدان مولانا عبدالغفور قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ رہا۔ سائیں قاسمی صاحبؒ ایک روحانی شخصیت بھی تھے۔ سائیں قاسمیؒ کو تمام مذہبی حلقوں میں عزت واحترام اور عقیدت ومحبت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور بڑے بڑے علماء آپ کے سامنے دوزانو ہوکر بیٹھنے کو فخر محسوس کرتے تھے۔

سائیں قاسمی صاحبؒ کے قوتِ حافظہ، وسعت مطالعہ، ذوق کتب بینی، اکابر واسلاف کے تذکروں سے آپؒ کا شغف، دین کے لیے آپ کا خاص جذبہ، للّٰہیت، آپ کی سندھی اور اردو کی تقریریں اور اسباق، دیوبند کے علما اور مسلک سے محبت، ان کا ذوق مہمان نوازی، ان کے باغ و بہار اساتذہ اور شاگردوں سے علمی مجلسیں، ان میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جسے ہم بھلا سکتے ہوں۔ مولانا قاسمیؒ کی پوری زندگی دین کی خدمت میں گزری۔ ان کی زندگی سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے کہ دین اور دین داروں سے محبت کی جائے، علماء حق کے زیر سایہ رہ کر ان کی اتباع واطاعت میں اپنی جان بھی پیش کرنے سے پیچھے نہ رہا جائے۔ حق چاہے کتنا بھی کڑوا کیوں نہ ہو، اس کو بیان کرنے سے ہرگز پیچھے نہ ہٹنا چاہیے۔

مولانا قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سوگواران میں ۳ بھائی، ۲ بیٹیاں اور ہزاروں شاگرد وعقیدت مند چھوڑے۔ آپؒ بروز پیر ۲۰ رمحرم الحرام ۱۴۳۵ھ بمطابق ۲۵ رنومبر ۲۰۱۳ء میں اس فانی دنیا سے رحلت فرما گئے۔ آپ کو آبائی شہر سجاول کے مصری شاہ قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون۔

بہرحال سائیں ہمارے والد تھے، ان کے جانے کا صدمہ ہر اس شخص پر بجلی بن کر گرا ہوگا جو ان کی شخصیت سے واقف ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپؒ کے احباب ورشتے داروں کو صبر جمیل نصیب فرمائے۔ سائیں قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی آغوشِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اُٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آبِ بقائے دوام لا ساقی